تذکرہ شاہ ولی اللہ از الروض الممطور

مرتبہ، مولانا عبدالحلیم چشتی

مولانا ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی مرحوم نے علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کی اردو میں شرح لکھی ہے، جو بطے الفراسخ فی منازل البرازخ کے نام سے تین جلدوں میں مطبع مفید عام آگرہ سے ۱۳۰۷ھ میں شائع ہوئی تھی اب نہیں ملتی ہے۔ یہ کتاب عالم برزخ اور احوال آخرت کے موضوع پر اردو زبان میں سب سے زیادہ مبسوط، جامع اور مفید کتاب ہے۔ اس کتاب میں جن بزرگوں کے نام دوران شرح آتے ہیں، مولانا ذوالفقار احمد نقوی نے ان کا مختصر تذکرہ الروض الممطور فی رجال شرح الصدور کے نام سے اردو میں کیا ہے جو بطے الفراسخ کے ساتھ شائع ہوگیا ہے۔ اس میں منجملہ اور ناموں کے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام بھی آیا ہے۔ اس لئے موصوف نے اس میں شاہ صاحبؒ کا بھی تذکرہ نقل کیا ہے۔

مولانا ذوالفقار احمد نقوی کی عربی تحریر جیسی رواں اور شگفتہ ہوتی ہے اردو تحریر ایسی نہیں۔ اس میں عربی کے بعض بوجھل الفاظ بھی آجاتے ہیں۔ پھر انداز نگارش بھی ان کا یکسر پرانا ہے۔ تاہم ان کا یہ تذکرہ اردو میں اس حیثیت سے بہت ممتاز ہے کہ اس میں انہوں نے ان اصول

کی نشاندہی بھی کی ہے جو شاہ عبدالرحیم دہلویؒ نے شاہ ولی اللہ کی تربیت میں ملحوظ رکھے ہیں اور جن پر تازندگی کاربند رہنے کی ان کو تاکید کی تھی اور وہ اس پر شاہ صاحبؒ تمام عمر کاربند رہے ہیں اس سے شاہ صاحبؒ کی شخصیت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کیونکہ سیرت کی تعمیر میں اصول تربیت خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

مولانا ذوالفقار علی نقوی نے ان اصول کو انفاس العارفین سے نقل کر کے ان کے حالات میں نقل کر دیا ہے۔ افسوس ہے کہ شاہ ولی اللہ کے تذکرہ نگاروں نے ان اصول سے یا تو بحث ہی نہیں کی ہے یا پورا اعتنا نہیں کیا ہے۔ اس لئے مولانا ذوالفقار احمد نقوی کا تذکرہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔

ہم نے شاہ صاحب کا تذکرہ الروض الممطور سے بجنسہ نقل کر دیا ہے اور اس میں ذیلی سرخیوں کے علاوہ کسی قسم کا تصرف نہیں کیا ہے۔

(چشتی)

نام و نسب ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین الشہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قواذن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی برہان بن عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی بن شیر ملک بن محمد عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمر الحاکم ملک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہکذا ذکرہ فی الامداد فی مآثر الاجداد۔

پس نسب آپ کا طرف خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تیس واسطے سے پہنچتا ہے خود آپ نے اپنا حال برکت اشتمال جزء لطیف نامی رسالے میں لکھا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ،

ولادت ولادت آپ کی روز چہار شنبہ شوال مقارن طلوع شمس سنہ چودہ میں بارہویں قرن ہجری کے واقع ہوئی یعنی ۱۱۱۴ھ میں بعض دوستوں نے عظیم الدین تاریخ پائی اور حضرت والدین و ایک جماعت صلحاء نے مبشرات بسیار حق میں اس فقیر کے قبل ولادت و بعد ولادت کے دیکھے چنانچہ بعض اخوان اعزہ و فلان اجلہ نے تفصیل اون وقائع کی مع اور واقعات کے ایک رسالہ میں ضبط کی اور اس کا نام القول الجلی رکھا ہے۔

تعلیم کا آغاز جب پانچویں برس آئی تو مکتب میں بیٹھا ساتویں برس پدر بزرگوار نے نماز پر کھڑا کیا اور روزہ رکھنے کو فرمایا اور ختنہ بھی اسی برس میں واقع ہوئی۔ اور دل میں ایسا آرہا ہے کہ اسی سال کے آخر میں قرآن عظیم ختم کیا اور کتب فارسیہ و مختصرات پڑھنی شروع کر دیئے دسویں برس میں شرح ملا پڑھتا تھا مطالعہ کی راہ فی الجملہ کھل گئی۔

شادی چودھویں برس بیاہ کی صورت ہوئی۔

بیعت پندرہویں برس والد سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ خصوصاً نقشبندیہ میں مشغول ہوا۔ اور اسی سال کچھ بیضاوی پڑھی والد نے بہت سا کھانا تیار کیا اور خاص و عام کی دعوت کی اور فاتحہ اجازتِ درس پڑھی فنون متعارف سے حسب رسم اس دیار کے

تکمیل علوم پندرہویں برس فراغ حاصل ہوا۔

مختلف علوم و فنون کی جن کتابوں کو سبقاً سبقاً پڑھا ان کے نام علم حدیث شریف سے ساری مشکوٰۃ پڑھی گئی۔ اور صحیح بخاری سے کتاب الطہارت تک اور شمائل النبیؐ تمام اور کچھ بیضاوی و مدارک اور چند بار مدارست قرآن کریم میں ساتھ تدبر معانی اور شان نزول تفاسیر کی طرف رجوع کر کے خدمت میں والد کے حاضر ہوا۔ یہ معنی فتح عظیم کا سبب ہوا۔

اور فقہ سے شرح وقایہ و ہدایہ تمامہا مگر کچھ ذرا سا دونوں سے

اور اصول سے حسامی اور کچھ توضیح و تلویح سے

اور منطق سے شرح شمسیہ اور کچھ شرح مطالع

اور کلام سے پورا شرح عقائد مع بعض خیالی کے اور شرح مواقف

سلوک سے کچھ عوارف اور ایک پارہ رسائل نقشبندیہ وغیرہ سے

اور حقائق سے شرح رباعیات مولوی جامی رحمۃ اللہ اور مقدمہ شرح لمعات

اور مقدمہ نقد النصوص

اور خواص اسماء و آیات سے مجموعہ خاص والد کا اور مأتہ فوائد

اور طب سے موجز القانون

اور حکمت سے شرح ہدایۃ الحکمۃ

اور نحو سے کافیہ و شرح ملّا

اور معانی سے مطول و مختصر

اور ہیئت و حساب سے بعض رسائل مختصرہ

اور اس درمیان میں بلند باتیں ہر فن کی دل پر گذرتی تھیں۔

شاہ عبدالرحیم کا انتقال اور بیعت اور ارشاد کی اجازت سترھویں برس والد بیمار ہو کر انتقال فرما گئے اور بیعت و ارشاد کی اجازت دیدی اور مکرر ید ہ کیدی کا کلمہ فرمایا۔

سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ والد نے نہایت رضامندی میں فقیر سے انتقال فرمایا۔ اور ان کی توجہ طرف فقیر کے اوس توجہ کے مانند نہیں ہے جو آباء کو ابناء کے ساتھ ہوتی ہے۔

بارہ برس کتب درسیہ کی تعلیم دینا۔ اون کی وفات کے بعد بارہ سال کم و بیش کتب دینیہ و عقلیہ کے درس کے ساتھ مواظبت کی۔

فقہاء محدثین کی روش کا حاصل ہو جانا۔ بعد ملاحظۂ کتب مذاہب اربعہ اور ان کے اصول اور اون حدیثوں کے جو اون کا متمسک ہیں بمدد نور غیبی روش فقہائے محدثین قرارداد خاطر ہوئے۔

سفر حجاز۔ بعد اس کے ۱۱۴۳ھ میں مشرف بحج ہوا۔ اور ایک سال مجاورت حرمین شریفین و روایت حدیث شیخ ابوطاہر مدنی وغیرہ مشائخ سے موفق ہوا۔ اور ہمراہ متوطنان حرمین۔ علماء وغیرہم کی رنگین صحبتوں کا اتفاق ہوا۔

شیخ ابو طاہرؒ سے خرقہ جامعہ کا ملنا۔

خرقہ جامعہ ابو طاہر کا پہنا کہ جس کو جمیع خرقہ ہائے صوفیہ کا حاوی کہہ سکتے ہیں۔

اس سال کے آخر میں حج ادا کر کے اوائل ۱۱۴۵ھ میں متوجہ وطن کا ہوا۔ روز جمعہ چودھویں رجب کو صحیح و سالم وطن میں پہنچا۔

نعمت عظمیٰ۔ نعمت عظمیٰ اس صفت پر وہ ہے کہ اس کو فاتحیت کا خلعت دیا اور دورہ یا دوپیس کا فتح اوس کے ہاتھ پر کیا اور ارشاد فرمایا کہ

اسرار و مصالح احکام کی تدوین مرضی فقہ میں کیا ہے اوس کو جمع کر کے فقہ حدیث کی سرے سے بنیاد کی اور اسرار حدیث و مصالح و مصالح احکام و ترغیبات اور اس سب کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے لائے ہیں۔

اور یہ وہ فن ہے کہ اس فقیر سے پہلے اس فقیر کی بات سے مضبوط تر بات اس کو کسی نے ادا نہیں کیا ہے باوجود جلالت اس فن کے، اگر کسی کو اس حرف میں شبہ ہو تو اس سے کہہ کہ قواعد کبریٰ کو دیکھو کہ شیخ عزالدین نے اوس جگہ کیا کچھ جہد کیا ہے۔ اس فن کے عشر بشیر کو نہیں پہنچے۔

طریقہ سلوک کا الہام کیا جانا۔ اور طریقہ سلوک کا الہام فرمایا جو کہ اس زمانے میں مرضی حق ہے اور اس دورے میں فائز ہوتا ہے۔ اس کو ہمعات، الطاف القدس میں ضبط کیا ہے۔ اور رسائے اہل سنت کے عقائد کا دلائل و حجتوں سے اثبات کیا اور اس کو معقولیوں کے خس و خاشاک سے پاک کیا اور ایسے طور پر مقرر کیا کہ بحث کا محل نہ رہا۔

کمالات اربعہ اور علم کمالات اربعہ یعنی ابداع و خلق و تدبیر و تدلی کا باوجود اس عرض و طول اور علم استعدادات نفوس انسانیہ کا بہ جمیعہا اور کمال و مآل ہر شخص کا افاضہ فرمایا۔ اور یہ دو جلیل ہیں اس فقیر سے پہلے کوئی اس کے گرد نہیں پھرا ہے۔

حکمت عملی کا افادہ۔ اور حکمت عملی کہ جس میں اس دورے کی صلاح ہے بوسعت تمام افادہ توفیق اس کے مضبوط کرنے کے ساتھ کتاب و سنت و آثار صحابہ کی دی۔

اور علم وہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور جو محرف و مدخول

ہے اور جو سنت ہے اور جو کچھ ہر فرقے نے بدعت نکالی ہے اس سب کی تمیز پر افادہ کیا۔ ۶

ولو ان لی فی کل منبت شعرۃ

لسانا لما استوفیت واجب حمدہ انتہی کلامہ

تصنیفات ۔ آپ کی تصانیف بہت ہیں اور سب کے سب نافع اور مفید اور بعض ان میں سے اپنے باب میں عدیم النظیر غیر مسبوق منہا۔

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ

۲۔ ازالۃ الخفاء یہ دونوں سنہ ۱۲۸۵ھ میں بصرف ہمت منشی محمد جمال الدین خاں مرحوم مدارالمہام بھوپال طبع ہو چکی ہیں۔

۳۔ مصفی شرح فارسی موطا (۴) سوی شرح عربی موطا

۵۔ فیوض الحرمین (۶) انسان العین فی مشائخ الحرمین

۷۔ فوز الکبیر فی اصول التفسیر (۸) قول الجمیل

۹۔ ہمعات (۱۰) الطاف القدس (۱۱) تاویل الاحادیث (۱۲) مقالہ وضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ ۔ (۱۳) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (۱۴) انصاف فی بیان سبب الاختلاف (۱۵) سرور المحزون (۱۶) لمحات (۱۷) سطعات (۱۸) المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ (۱۹) فتح الرحمن ترجمہ فارسی قرآن۔

(۲۰) انفاس العارفین (۲۱) خیر کثیر (۲۲) شفاء القلوب (۲۳) فتح الخبیر

۲۴۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین (۲۵) البدور البازغہ (۲۶) الزھراوین۔

ان کے سوا ایک کتاب تفہیمات ہے اوس میں دو سو رسالوں سے زیادہ بلکہ کئی سو ہیں۔ [1]

الی غیر ذلک بلکہ تفہیمات میں فرمایا ہے۔

ومن نعم اللہ علی ولا فخر ان جعلنی اللہ ناطق ھذہ الدورۃ و

---

[1] ان کا یہ بیان مبالغہ سے خالی نہیں۔ کتاب التفہیمات دو جلدوں میں مجلس علمی ڈابھیل نے شائع کردی ہے۔ اس میں تفہیمات سب آگئی ہیں۔

حکیمها دقائقه هذه الطبقة وزعیمها فنطق علی لسانی ونفث فی نفسی فان نطقت باذکار القوم واشغالهم نطقت بجوامعها واتیت علی مذاهبهم جمیعها وان تکلمت علی نسب القوم فیما بینهم وبین ربهم ذریت لی مناکبها وبطت فی جوانبها ورایت ذروة سنامها وقبضت علی مجامع خطامها وان خطبت باسرار اللطائف الانسانیة تغوصت قاموسها وتلمست ناموسها وقبضت علی جلا بیبها واخذت بتلابیبها وان تمیطت ظهر علم النفوس ومبالغها فانا ابو عذرتها آتیهم بعجائب لا تحصی وغرائب لا تکتنه ولا اکتناهها یرجی، وان بحثت عن علم الشرائع والنبوات فانا لیث عریفها وحا نقا جر بینها ووارث خزائنها وباعث مغاینها ــــ

وکم لله من لطف خفی

یدق خفاه عن فهم الزکی[1]

شرف الدین صاحب کتاب وسیلۃ الی اللہ کا بیان شیخ اکمل شرف الدین محمد نے اپنی کتاب مسمی بوسیلۃ الی اللہ میں کہا ہے۔

ومن کان له لطف قریحة وطالع مصنفاته الشریفة وتحقق بقوانینها وقواعدها لم یبق له ریبة فی تصدیق هذا المطلب الاحق والمقصد الاقصیٰ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر خصوصاً کتاب حجۃ اللہ البالغه واللمحات والطاف القدس والهمعات والمکتوب المرسل الی المدینة والمسوی وغیر ذلک انتهیٰ

تفہیمات میں فرمایا ہے۔

لمّا تمت بی دورة الحکمة البسنی البسنی اللہ خلعة المجددیة فعلمت علم الجمع بین المختلفات انتہیٰ

---

[1] تفہیمات ج ۱ ص ۱۲۵ ۱۳۵۵ھ

انصاف کی بات۔ انصاف یہ ہے کہ اگر ان کا وجود صدر اوّل اور زمانۂ ماضی میں ہوتا تو امام الائمہ و تاج المجتہدین میں شمار کئے جاتے ثنائے علمائے عصر و مشائخ دہر کی اون پر اس قدر ہے کہ یہ مختصر اس کے نقل کی طاقت نہیں رکھتا۔

اولاد۔ ایک جمع بے شمار نے ان کے حاشیۂ بساط علوم ظاہر و باطن میں تبحر حاصل کیا اور اعلائے مدارج کمالات صوری و معنوی کو فائز ہوگئے خصوصاً ان کی اولاد امجاد کہ ان میں سے ہر ایک بے نظیر وقت و فرید دہر و وحید عصر علم و عمل و عقل و فہم و قوت تقریر و فصاحت تحریر و تقوی و دیانت و امانت و مراتب ولایت میں تھا۔ اور اسی طرح ان کی اولاد کی اولاد ہے

این خانہ تمام آفتاب ست

این سلسلہ از طلائے ناب ست

شاہ صاحب کی پیشنگوئی اور اس کا مصداق۔ قول جلی میں ان کے کلام فیض نظام سے ذکر کیا ہے کہ فرمایا کہ یہ لڑکے کہ لطف الٰہی نے ہم کو عطا کئے ہیں سب سعداء ہیں ایک نوع کی ملکیت ان میں ظہور کریگی لیکن تدبیر غیب تقاضا کرتی ہے کہ دو شخص اور پیدا ہوں کہ مکہ و مدینہ میں سالہا احیائے علوم دین کریں اور اسی جگہ وطن اختیار کریں ماں کی طرف سے اون کا نسب ہماری طرف متمکن ہو کیونکہ آدمی زادہ ماں کے وطن کی طرف میلان طبعی رکھتا ہے انتقال ایک جماعت کا جو اپنی والدہ کے وطن میں متمکن ہوں کسی اور سرزمین کی طرف بالطبع مستحیل ہے مگر بقسر قاسر انتہی بلفظہ

راقم سطور کہتا ہے کہ مصداق اس آگاہی کا وجود ہر دو نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کا ہے۔

مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد یعقوب رحمہما اللہ تعالیٰ کی دہلی سے ہجرت کر کے مکۂ مکرمہ میں اقامت فرمائی اور سالہا سال احیائے روایت حدیث شریف با اہل عرب و عجم مشغول رہے۔ واللہ اعلم

ولیکن اس وقت میں یہ خاندان علم و کمال کا بتمامہا منقرض ہوگیا اور کوئی ایک اون میں سے باقی نہ رہا۔ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید

نمونہ کلام عربی و فارسی۔ میل طبیعت کبھی طرف نظم عربی و فارسی کے بھی فرماتے تھے منجملہ اون کے منظومات کے ایک قصیدہ طویل الذیل ہے۔ نعت نبوی میں اول اس کا یہ ہے۔ ؎

کان نجوماً اومضت فی الغیاھب
عیون الافاعی او رؤس العقارب

الی آخر القصیدۃ اور اشعار فارسی سے یہ اشعار ہیں۔

علے کہ نہ ماخوذ ز مشکواۃ نبی ست — واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی ست
جائے کہ بود جلوۂ حق حاکم وقت — تابع شدن حکم خرد بولہبی ست

کہ باور دارد ایں حرف از فقیر خاکسار من
کہ ظلم عالم قدس ست انکار قبول او
ندارد باطنش از خویش آئینہ صفت رنگے
طلسم حیرت آمدہ ست تمکین و فضول او
شعاع آفتاب از راہ ایں روزن ہمی ریزد
بجز ایں نکتہ نتواں بست مضمون وصول او

نخستین بادہ کاندر جام کردند — مزاجش عکس آن گلفام کردند
شراب وحدت از خمخانۂ غیب — مراصبح ازل در کام کردند
چو غلطیدم ز مستیہا بہر سو — حریفان مستی از من وام کردند

دلے دارم ز خود حبابش میتواں گفتن — درو کیفیتِ جوش شرابش میتواں گفتن
سویدائے دل ما یابی اندر پیچ و تاب او — نفوس عالم ام الکتابش میتواں گفتن

تا بکے محنت مہجوری و دوری بکشم
نازنینِ وطنم سوئے وطن باز روم
تا بکے باخس و خاشاک بود صحبت من
صدر بزم چمنم سوئے چمن باز روم
تا بکے ہمدمے سنگ شود شیوۂ من
گوہرے از عدنم سوئے عدن باز روم

وفات۔ ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی تاریخ وفات یہ مصرع ہے۔

او بود امام اعظم دیں

رضی اللہ عنہ وارضاہ آمین کذا فی الاتحاف

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے کتاب انفاس العارفین خاص ذکر والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رضی اللہ عنہ اور عم بزرگوار شاہ ابوالرضا محمد رضی اللہ عنہ میں تالیف فرمائی ہے۔ اس میں ان کے احوال و مقامات و کرامات و ملفوظات ذکر کئے ہیں۔ چونکہ اس کے حصہ اول کے آخر میں چند کلمات سود مند لکھے ہیں ان کا لکھنا یہاں مناسب معلوم ہوا فرماتے ہیں کہ

اس فقیر نے بعض یاروں سے سنا تھا کہ نام ان کا عالم ملکوت میں ابوالفیض ہے میں نے تنہائی میں اس کا استفسار کیا۔ تبسم فرمایا اور کہا اسی طرح ہے۔ اور تیسرا نام ابوالفیاض ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ کی نصیحتیں۔ ایک دن متصل نماز ظہر کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور فی البدیہہ یہ دو بیتیں فرمائیں۔

گر تو راہِ حق بخواہی اے پسر		خاطر کس را مرنجاں الحذر
در طریقت رکن اعظم رحمت ست		ایں چنیں فرمود آں خیر البشر

اس وقت فرمایا کہ دوات و قلم حاضر کرو اور اس کو لکھو۔ حضرت حق سبحانہ نے

ناگاہ دل میں القا فرمایا ہے تاکہ تجھ کو اس کی وصیت کردوں اس وقت ارشاد فرمایا کہ یہ ایک عظیم نعمت ہے شکر اوس کا لازم ہے۔ انفاس نفیسۂ ایشاں سے یہ دو بیت ہیں۔

اے کہ نعمت ہائے تو از عد فزوں
شکر نعمت ہائے تو از حد بروں
عجز از شکرِ تو باشد شکر ما
گر بود فضلِ تو ما را رہنموں

اس فقیر کو مجلس صحبت میں حکمت عملی اور آداب معاملہ بہت سکھاتے تھے منجملہ ان کے جو کچھ حافظہ میں رہا ہے یہ ہے کہ فرماتے تھے کہ

مجلس میں برائی مت کر کہ اہل یورپ میں ایسے ہیں۔ اور اہل پنجاب ایسے ہیں اور افغان ایسے ہیں اور مغل ایسے ہیں شاید درمیان ان کے کوئی آدمی اوس قوم کا اہل حمیت اس قوم سے ہو تو اس کو برا لگے اور صحبت منغص ہو جائے،

فرماتے تھے کہ کوئی بات مخالف جمہور کے عام مجلس میں ہرگز زبان پر مت لا۔ گو وہ بات نفس الامر میں صحیح ہی کیوں نہ ہو کہ وہ اس پر انکار کریں اور صحبت منغص ہو جائے

فرماتے تھے اگر تجھ کو کسی سے کوئی حاجت ہو تو اس کے واسطے ایک تمہید شائستہ کر اور اس حاجت کی طلب میں تدریج کر ایسا نہ چاہیئے کہ بات کو پتھر کی طرح ڈالدے فرماتے تھے مجلس عام میں ہرگز کسی پر رد صریح مت کر۔

فرماتے تھے کہ آدمی کا لباس و زیّ ایسا ہونا چاہیئے کہ اس کی صنعت و کمال پر مشعر ہو مثلاً جو آدمی دانشمند ہے اسے چاہیئے کہ دانشمندوں کا لباس پہنے۔ اور انہیں کے آئین کے ساتھ زندگانی کرے۔ اور جو فقیر ہے اس کو چاہیئے کہ فقیروں کا لباس پہنے اور انہیں کے آئین سے زندگانی کرے۔

فرماتے تھے کہ بزرگوں کے مخاطبہ میں سخن مغلق و موجز و آہستہ روا نہیں ہے

فرماتے تھے کہ اگر تجھسے شجاعت یا سخاوت یا فتوت ظہور میں آئے تو چاہیئے

کہ اپنائے روزگار اس کو تجھ سے دیکھیں۔

عیادت کے مقصود اعظم اس سے رضامندی مریض کی ہے نہ محض اطلاع اوس کی کیفیت مزاج پر اور اسی طرح تعزیت اور ایسے سفارش اور مثل ان کے پس جو شخص یہ سب کام بجالائے اور صاحب معاملہ کو محنت پر مطلع نہ کیا تو اپنی محنت کو ضائع کر دیا اور اسی طرح ہر وہ چیز جس سے مقصود اقامت مصلحت موافقت و تالیف میان جمہور مردم کے ہو۔

محل تودیع یاراں میں اور ان کی وصیت میں یہ بیت بہت پڑھتے تھے۔

آسائشِ دوگیتی تفسیر این دو حرف ست
با دوستان تلطف با دشمناں مدارا

فرماتے تھے جن لوگوں کا مرتبہ تیرے مرتبے سے فروتر ہے اگر وہ ابتدا با سلام کریں تو اس کو ایک نعمت نعم الٰہی سے جان اور شکر اس کا بجالا اور اون کے روبرو منبسط ہو اور اون کے حال کا تفقد کر بہت ہوتا ہے کہ ادنیٰ التفات جو تیرے نزدیک کچھ قدر نہیں رکھتا ہے وہ اون کی آنکھ میں عظیم دکھائی دیتا ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ پورا اعتنا کرتے ہیں اور اگر اس کو نہیں پاتے ہیں تو غمگین ہوتے ہیں۔

صد ملک دل بہ نیم نگہ می تواں خرید
خوباں دریں معاملہ تقصیر می کنند

فرماتے تھے احمقوں کی خصلت سے ہے کہ ساتھ کسی لباس و عادت کے نشانمند ہوتے ہیں یا تکیہ کلام مقرر کرتے ہیں یا کوئی کھانا مقرر کر لیتے ہیں کہ اس سے متنفر ہوتے ہیں اور لوگ اوس کے سبب سے مسخراپن کرتے ہیں۔

فرماتے تھے بعض آشنا محبت ذاتی رکھتے ہیں کہ اگر محبت بتدریج اون کے دل میں جگہ پکڑتی ہے۔ بعد اس کے کسی حالت میں اون کے دل میں سے باہر نہیں جاتی ہے نہ سرّائیں نہ ضرّائیں اس یار کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے اور فرزند سے بہتر رکھنا چاہیئے۔

اور بعض آشناؤں کی آشنائی کا سبب ظہور کسی فضیلت کا ہے تجھ سے یا ارتباط کسی حاجت کا ساتھ تیرے۔

قدر ہر آدمی کی پہچاننا چاہیئے اور سب کو ایک منزلت و رتبے میں نہ رکھنا چاہیئے اور
ں آدمی پر زیادہ اس سے جو اس کا مرتبہ ہے اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔

فرماتے تھے کہ عاقلوں حکیموں کا یہ کام ہے کہ فقط استیفاء لذت مقصود نہ ہو بلکہ یوں
ہیئے کہ وہ ضمن میں کسی دفع حاجت یا کسی فضیلت کے اقامت یا کسی سنت کی ادائی میں
تبع ہو۔

فرماتے تھے بات کہنے، رستہ چلنے، بیٹھنے، اٹھنے میں اقویا کی رسم و عادت پر کام کر
گرچہ تو ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی عیب یا جبن یا بخل ناگاہ تجھ سے صادر ہو جائے
و اوس کے کتمان و اخفاء میں کوشش کرنا چاہیئے اور اوس سے شرمگیں ہونا چاہیئے اور خود
لو بتکلف صفتِ مقابل ظاہر کرنا چاہیئے تاکہ نفس اوس آداب کے ساتھ خوگر ہو جائے۔

جب بات چیت سفر کے حال میں ہوتی تو چوروں اچکوں سے بچاؤ کرنے میں
غلو کرتے اور اس باب میں اپنے وقائع جو کہ سفر اکبرآباد میں دیکھے تھے بیان فرماتے۔
